

## 13317 - مجرمانہ حملے کی نتیجہ میں ہونے والا حمل ساقط کروانا

### سوال

وہ مسلمان عورتیں کیا کریں جن پر مجرمانہ حملے ہوئے اور اس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہو گئیں ، کیا ان کے لیے اسقاط حمل جائز ہے کہ نہیں ؟

### پسندیدہ جواب

الحمد لله.

الحمد لله

مسلمانوں پر ذلت و رسوائی کے جو حالات گزر رہے ہیں انہیں دیکھیں تو یہ نظر آتا کہ اس وقت مسلمان ہر لالچی کا مطمع نظر ہے ان کی زمینوں پر ناجائز قبضہ جمالیا گیا ہے ، ان کی عزت پامال کی جا رہی ہیں ، اور ہر جانب سے کفار قوتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں ، اور بہت سی آزاد مسلمان عورتیں اکثر اوقات انسانی بھیڑیوں کا ہدف بنی ہوئی ہیں ، جنہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی یہ کسی باز رکھنے والی قوت سے ڈرتے ہیں -

جیسا کہ آج کل عالم اسلامی کے بہت سے ممالک میں حالت بنی ہوئی ہے ، جیسا کہ بوسنیا ، یا فلپائن اور شیشان میں ہو رہا ہے یا پھر اریٹیریا میں یا عرب دنیا کے کمزور نظاموں کے ماتحت جیلوں میں ہو رہا ہے -

ذیل میں ہم اس عورت کی حالت کی اہم نقاط کی نشاندہی کرتے ہیں جس پر غاصبانہ حملہ کیا گیا :

1 - جس عورت پر غاصبانہ حملہ ہوا اور اس نے ان مجرموں سے بچنے کے لیے اپنے دفاع میں پوری قوت صرف کی اس پر کوئی گناہ نہیں ، کیونکہ اس پر جبر ہوا ہے ، اور مکرہ یعنی جبر کیے جانے والے تو کفر میں بھی گناہ گار نہیں ہوتا جو کہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو ، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے النحل ( 106 ) -

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خطا اور بھول اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو معاف کر دیا ہے ) سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق حدیث نمبر ( 2033 ) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ابن ماجہ ( 1664 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

بلکہ وہ عورت جو غاصبانہ حملے کا شکار ہوئی ہے جب وہ اس پہنچنے والی مصیبت پر اجر و ثواب کی نیت کرے تو وہ اس مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے عند اللہ ماجور ہے ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( مسلمان کو جو بھی بھوک اور تکلیف پہنچتی ہے اور جو بھی غم و پریشانی پہنچتی ہے حتیٰ کہ اسے کانٹا بھی لگے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے ) صحیح بخاری ، صحیح مسلم ۔

2۔ مسلمان نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تکلیف دہ لڑکیوں سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں تا کہ ان لڑکیوں کی تکلیف میں کمی ہو سکے اور ان کی غمخواری ہو ، اور ان کی چھینی گئی عصمت کا نعم البدل مل سکے ۔

3۔ اب رہا ان کا اسقاط حمل کا معاملہ : تو اصل بات تو یہی ہے کہ حمل کی ابتداء سے ہی اسقاط حمل منع اور حرام ہے ، جب کہ ایک نئی زندگی میں آنے والا رحم میں مستقر ہوتا ہے ، اور اگرچہ یہ نیا آنے والا حرام تعلقات یعنی زنا کے نتیجے میں ہی کیوں نہ ہو اس کا اسقاط حرام ہے ۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غامدیہ عورت کو جس نے زنا کا اقرار کیا اور رجم کی سزا کی مستحق ٹھہری کو حکم دیا کہ وہ اپنے جنین کے ساتھ ہی واپس جائے اور بچے کی ولادت کے بعد آئے اور پھر ولادت کے بعد اسے حکم دیا کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت پوری کر کے دودھ چھڑانے کے بعد آئے اور اس کے بعد اس پر حد نافذ کی ۔

4۔ کچھ فقہاء کرام ایسے بھی ہیں جو حمل کے ابتدائی چالیس ایام میں اسقاط حمل کو جائز قرار دیتے ہیں ، اور بعض روح ڈالنے سے قبل تک اسقاط کی اجازت دیتے ہیں ، اور جتنا بھی عذر قوی ہوگا اسقاط کی رخصت بھی زیادہ ظاہر ہوگی ، اور پھر جتنا بھی چالیس یوم سے قبل ہوگا اتنا ہی رخصت کے زیادہ قریب ہوگا ۔

5۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مسلمان آزاد عورت پر فاجر و فاسق دشمن کی جانب سے غاصبانہ حملہ مسلمان عورت کے لیے بہت ہی زیادہ قوی عذر ہے ، اور اسی طرح اس کے خاندان والوں کے لیے بھی قوی عذر کی حیثیت رکھتا ہے ، وہ عورت اس مجرمانہ حملہ کے نتیجے میں ہونے والے اس حمل کو ناپسند کرتی اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے ، تو یہ رخصت ہے اور ضرورت کی بنا پر اس کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے اور خاص کر حمل کے ابتدائی ایام میں اسقاط حمل کا فتویٰ ۔

6 - اوریہ بھی ہے کہ اس مصیبت میں مبتلا ہونے والی مسلمان عورت کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس بچے کی حفاظت کرے لیکن اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لازماً اسقاط حمل کروائے ، اور اگر وہ حمل باقی رہے اور مدت پوری کرنے کے بعد ولادت بھی ہوتی وہ بچہ مسلمان ہوگا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ) صحیح بخاری -

اور فطرت سے مراد دین توحید اور وہ اسلام ہے ، اور فقہ میں مقرر ہے کہ جب والدین کا مختلف ہوتو بچہ اس کے تابع ہوگا جو دینی طور پر بہتر ہو ، یہ تو اس کے بارہ میں ہے جس کا باپ معروف ہو اور پھر جس کا والد ہی نہ ہو وہ کس طرح مسلمان نہیں ہوگا ؟ وہ بلاشبہ مسلمان بچہ ہوگا -

اور مسلمان معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بچے کی دیکھ بھال کرے اور اس کا خرچہ برداشت کرے اور اس کی حسن تربیت کا بھی انتظام کرے ، اور اسے مسکین اور مصیبت میں مبتلا ماں کے لیے بوجھ نہ بنا کر رکھ دیں -

اور جب اسلام کے قواعد اور اصول میں رفع الحرج اور عدم مشقت و تکلیف پایا جاتا ہے ، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی عفت و عصمت پر حریص مسلمان لڑکی جب وحشی اور مجرمانہ حملے کا شکار ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ اپنی عزت و شرف اور نیک نامی کے بارہ میں ڈرتی ہے کہ اس کے بعد اسے کوئی نہیں پوچھے گا اور وہ پیہنک دی جائے گی یا پھر وہ انیت و تکلیف میں پڑ جائے گی مثلاً قتل وغیرہ میں -

یا پھر وہ نفسیاتی اور عصبی مریضہ بن جائے گی یا وہ دماغی مریضہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے یا پھر اس کے خاندان میں عار اور بدنامی ہوگی اور وہ بھی ایسے معاملہ میں جس میں اس کا کوئی گناہ نہیں تھا ، یا یہ کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ کوئی ایسی امن والی جگہ حاصل نہیں کر سکے گا جہاں وہ پل سکے ، تو اس حالت میں میں کہوں گا :

اگر تو واقعی معاملہ ایسا ہی ہے تو روح ڈلنے سے قبل اسقاط حمل جائز ہے ، اور خاص کر اب تو آسانی ہو چکی ہے کہ جدید میڈیکل وسائل کی بنا پر شروع یعنی پہلے ہفتہ میں ہی حمل کا علم ہو جاتا ہے ، اور اسقاط حمل میں جتنی جلدی ہواتا ہی رخصت پر عمل کرنا وسعت رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہے ، واللہ تعالیٰ اعلم - .